(تربیت اولاد)

چوتھا حصہ

بچہ تیرا سایہ ہے ماں

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

(تربیت اولاد)

چوتھا حصہ

بچہ تیرا سایہ ہے ماں

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب : بچہ تیرا سایہ ہے ماں (تربیت اولاد) چوتھا حصہ
مصنفہ : نگہت ہاشمی
طبع اول : جنوری 2018ء
تعداد : 1200
ناشر : النور انٹرنیشنل
لاہور : 102-H گلبرگ III، نزد فردوس مارکیٹ، لاہور
فون نمبر : 0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301
کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک III، کراچی
فون نمبر : 0336-4033034، 021-35292341-42
فیصل آباد : 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد
فون نمبر : 03364033050، 041-8759191
ای میل : sales@alnoorpk.com
ویب سائٹ : www.alnoorpk.com
فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماں کا کردار عظیم ہے ماں کی محبت بے مثال ہے، اس کی محبت خالص ہوتی ہے، ماں اپنے بچے کے حق میں (اپنی سمجھ کے مطابق) مخلص ہوتی ہے۔ وہ اپنے بچے کو اس دنیا کا سب سے قیمتی انسان اور کامیاب انسان بنانا چاہتی ہے لیکن ماں کے نزدیک کامیابی کا معیار بعض اوقات درست نہیں ہوتا۔ جس راہ پر چل کر وہ اپنے بچے کو کامیاب اور قیمتی بنانا چاہتی ہے اسی راستے پر چلتے چلتے بچہ ناکام ہو جاتا ہے۔

دنیا میں قیمتی انسان کیسے وجود میں آتے ہیں؟

قیمتی انسانوں کے لیے مائیں کیسے محنت کرتی ہیں؟

اور اس محنت کا آغاز کب یعنی کتنی عمر سے ہوتا ہے؟

اس محنت کا آغاز ماں کے پیٹ میں ہی ہو جاتا ہے، جب بچے کی پیدائش کا آغاز ہوتا ہے تو اس سے بہت پہلے ہی ماں اپنے بچے کے لیے (Conscious) ہو جاتی ہے۔ یہ وہ ماں ہے جو:

اپنے ربّ کو پہچانتی ہے

اپنے ربّ کی عظمت کا اعتراف کرتی ہے

اپنے ربّ کے لیے قربانیاں دیتی ہے

اپنے ربّ کے لیے جینا چاہتی ہے

اور اپنے ربّ کے لیے ہی جانا چاہتی ہے

اپنے آپ کو ربّ کے لیے خالص کرتی ہے

اور اس دنیا میں اپنے ربّ کی خوشی کی خاطر ہر کام کر جانا چاہتی ہے

اس ماں کا (Mind Set) کتنا مختلف ہے اُس ماں سے جو ان میں سے کوئی بات

نہیں سمجھتی ۔وہ ماں جو اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتی ہے وہ اپنے بچے کے بارے میں اپنے ذہن میں پہلی بات یہی رکھتی ہے کہ:

''میرا بچہ میرے ربّ کی امانت ہے''

وہ اس امانت کی حفاظت کرنا چاہتی ہے اور اس مقصد کے لیے اپنے روز وشب وقف کر دیتی ہے۔ جب وہ بچہ اس کے پیٹ میں ہوتا ہے (During Pregnancy) اسے اپنے بچے کے بارے میں فکر لاحق ہوتی ہے کہ کہیں میری کسی بات کا، میری ذات کا، میرے احساسات کا اثر میرے بچے پر نہ پڑ جائے۔ اپنے بچے کو ان اثرات سے بچانے کے لیے اپنے دل کو، اپنے قلب کو، اپنے ذہن کو ہر وقت پاک کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔تربیت کے مراحل میں پاکیزگی بہت بڑی چیز ہے اور ماں کی پاکیزگی صرف اس کے لباس کی، جسم کی، جگہ کی پاکیزگی نہیں ہے بلکہ اس کے خیالات، اس کے احساسات اور اس کے معاملات کی پاکیزگی بھی ہے۔ اللہ پاک نے ہمیں پاک زندگی گزارنے کے لیے اس زمین پر بھیجا۔ پاک رہنے کا ، پاک رکھنے کا اور پاکیزگی کے لیے کوششیں کرنے کا حکم دیا۔

ماں کے خیالات کیسے خالص (Pure) رہتے ہیں؟

ماں کس طرح اپنے احساسات سے بچ سکتی ہے؟

ماں کو سب سے زیادہ مسئلہ جذباتی سطح پر پیش آتا ہے کیونکہ وہ Emotional disturbance کا شکار ہوتی ہے۔وہ ماں Emotionally disturb نہیں ہوتی جس کے دل کے اندر اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین پختہ ہوتا ہے۔ پختہ یقین رکھنے والی ماں کے قلب پر اللہ تعالیٰ کی توحید راسخ ہوتی ہے کہ ساری قوتیں، سارے اختیارات اس ایک اللہ تعالیٰ کا حق ہیں اور اسی کے پاس ہیں۔ وہ ماں جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھتی ہے وہ اپنی زندگی میں کوئی کام، خواہ اس کی زبان کا کام ہو، دل کا، آنکھ کا یا اس کے کانوں کا ہو کہیں

سے بھی وہ ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہتی جس کی وجہ سے اس کا قلب وذہن Impurities کا شکار ہو جائے۔لہٰذا وہ کوئی بری بات سننا نہیں چاہتی کہ اس بات کو سننے کی وجہ سے اس کے دل پر اثر ہو سکتا ہے۔دوران حمل (Pregnancy) اس کا رویہ اپنے مستقبل کے لیے اور بھی زیادہ محتاط (Conscious) ہو جاتا ہے۔

ہمارے بچے ہمارا مستقبل ہیں اور وہ نسلیں جو ابھی وجود میں نہیں آئیں جب ہم ان سے امید باندھ لیتے ہیں کہ ان کی وجہ سے جہانوں میں ربّ کا پیغام پہنچے گا اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو گا تو پھر اس کی وجہ سے ماں باپ اہم کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔جو بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں آیا اس کی وجہ سے ماں اور زیادہ (Conscious) محتاط ہے کہ اگر کچھ سن لیا تو بچے پر اثر پڑے گا۔

میری بیٹی پیدا ہونے والی تھی کہ ایک دفعہ مجھے گائنالوجسٹ نے کہا کہ آپ سننا چاہیں گی کہ آپ کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ اردگرد کی آوازوں سے کتنا متاثر ہوتا ہے۔میں نے کہا کہ ہاں ضرور آپ مجھے دکھائیں۔اس وقت ہسپتال میں باہر کی آوازیں بہت آ رہی تھیں۔اتنی دیر میں ایک ہارن بجا اور سکرین پر واضح طور پر نظر آنے لگا کہ دل کی دھڑکن (Heart beat) ایک دم تیز ہو گئی جیسے دل ڈر جاتا ہے اور Heart beat تیز ہو جاتی ہے۔انسان اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے تو اس کا یقین بڑھ جاتا ہے۔ایک آواز سن کر ماں کے پیٹ کے اندر کا بچہ متاثر ہوتا ہے۔اگر اس بات پر یقین آ جائے تو کوئی ماں برا نہ سنے،کبھی غیبت نہ سنے،کبھی کسی کی چغلی نہ سنے،کبھی بے حیائی برائی کی باتیں نہ سنے،کبھی وہ میوزک نہ سنے۔ہر وہ چیز جس کو سن کر انسان کا قلب خراب ہوتا ہے۔

پھر جو کچھ ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں اس کی تصویر ہمارے دل پر رہ جاتی ہے،اندر محفوظ ہو جاتی ہے اور اس معاملے کو آپ موبائل سے بھی تجربہ کرتے رہتے ہوں گے۔آپ

سب کچھ Delete کر دیں لیکن وہ تصاویر جو آپ نے مدتوں پہلے Delete کر دی تھیں اچانک Pop up ہو کر سامنے آجاتی ہیں کیونکہ چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ لنک ہوئی ہوتی ہیں۔ جب ہم کچھ سنتے ہیں، دیکھتے ہیں تو پھر ہمارا اختیار ختم ہو جاتا ہے اور ہمارے دل کے اندر جب اس کی تصویر بن جاتی ہے تو وہ صرف ہمارے دل پر نہیں بنتی بلکہ آنے والے بچے کے دل پر بھی بنتی ہے۔ ایک عمل ایک بندے کو متاثر نہیں کر رہا بلکہ آنے والے کو بھی متاثر کر رہا ہے۔

سوچوں کے اثرات کو تو آج سائنس دان (Scientist) بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اگر ماں غمگین رہے گی، برا سوچے گی اور مثبت انداز میں (Positively) نہیں سوچے گی تو بچے کے اوپر اس کے اثرات مرتب ہوں گے۔ اب حمل (Pregnancy) کے دوران ماں کو سوچنے سمجھنے میں، بولنے میں، دیکھنے میں، سننے میں اور زیادہ احتیاط کرنی ہے۔ اور جہاں ایک طرف Blocks لگ رہے ہیں تو دوسری طرف کچھ Openings بھی تو ہونی چاہئیں جہاں سے روشنی آئے۔ ماں کا نیکی کی مجالس میں شرکت کرنا، اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت کرنا، اس تلاوت کو سننا کتنا نفع دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر، اللہ تعالیٰ سے دعائیں اور اس آنے والے بچے کے لیے دعاؤں سے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جاتی ہے۔

ایسے لوگوں کی زندگیوں کے واقعات بہت زیادہ مددگار (Helpful) ہوتے ہیں جنہوں نے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی نظروں میں مقام بنانے کے لیے زندگی بسر کی اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جیے، جنہوں نے زندگی میں بڑی مشکلات برداشت کیں لیکن وہ چڑھائی چڑھ گئے جو مشکل چڑھائی تھی اور انہوں نے وہ سفر اللہ تعالیٰ کے لیے عبور کر لیا۔ کیونکہ ماں جب ایسے لوگوں کی زندگیوں کو پڑھے گی تو اپنے بچے کے بارے میں اچھے فیصلے (Decisions) کرے گی۔ بچے کے بارے میں جب ماں اور باپ دونوں فیصلہ

(Decision) کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں تو اس کے لیے کوشش (Effort) بھی شروع کر دیتے ہیں۔آج دنیا میں کتنے ہیں مقامات ایسے ہیں جہاں سکولز کے اندر رجسٹریشن پیدائش سے پہلے ہوتی ہے تو کیا ماں باپ کو نہیں سوچنا چاہیے کہ اللہ رب العزت کا تعلق کس جگہ پر جا کر جڑے گا؟ میں اس جگہ تک پہنچانے کے لیے کس طرح زندگی میں کوشش (Effort) کریں گے؟

ایک ماں کا واقعہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں جس کے حمل (Pregnancy) کے دوران اس کے شوہر جن کا نام فروخ تھا جہاد کے کسی سفر کے لیے نکلے تو طویل عرصے تک واپس نہیں آسکے۔ پیچھے ہی بچہ پیدا ہوا، پھر بڑھتا رہا اور ماں نے یہ اپنی ذمہ داری محسوس کی۔فروخ نے جاتے ہوئے اپنی بیوی کو کافی بڑی مقدار میں درہم دیئے تھے کہ انہیں سنبھال کر رکھنا۔پھر جب فروخ چلے گئے اور ایک طویل عرصہ اس خاتون نے ان کے پیچھے گزارنا تھا تو خاتون نے سوچا کہ میں یہ درہم اپنے بچے کی تعلیم کے لیے لگاؤں گی اور وہ اپنے بچے کو اعلیٰ تعلیم دلواتی رہی، ایک وقت آیا کہ وہ وقت کے بڑے بڑے علماء میں شامل ہو گئے۔ستائیس برس کے بعد جب فروخ اپنے گھر پر آئے تو انہیں کوئی نہیں پہچانتا تھا۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک نوجوان نے آکر دروازہ کھولا تو انہوں نے کہا کہ تم ہمارے گھر میں کیسے ہو؟ نوجوان نے کہا یہ میرا گھر ہے اور آپ مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ میں یہاں کیوں ہوں؟ فروخ کے دل میں خیال آیا کہ شاید میری بیوی نے میرے پیچھے کسی اور جگہ تعلق قائم کر لیا ہے۔غصے اور انتقام کے جذبے سے انہوں نے اپنے بیٹے کو مارنا شروع کر دیا پھر لوگ درمیان میں آئے اور صلح کروائی۔فروخ گھر کے اندر چلے گئے اپنی بیوی سے بات چیت کے بعد پوچھا وہ میرے درہم کہاں ہیں؟ تو ان کی بیوی نے کہا کہ آپ ذرا آرام کر لیجئے تو پھر میں آپ کو بتاتی ہوں کہ وہ کہاں ہیں۔رات بیت گئی اور جب صبح ہو

ئی تو فروخ چاہتے تھے کہ میں فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھوں تو بیوی نے کہا کہ آپ جماعت کے ساتھ نماز بھی پڑھیے اور وہاں سے درس بھی سن کر آیئے گا۔ پھر جب انہوں نے درس سنا تو بہت زیادہ رشک آیا اور وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ درس دینے والا کون ہے لیکن چونکہ عربوں کے ہاں سر پر کپڑا ڈالا جاتا ہے اور کپڑا ان کے آگے آگیا اس لیے پہچان نہ سکے۔ بہت رشک آیا کہ اتنی خوب صورتی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑ رہے ہیں اور اتنا زیادہ علم ہے۔ درس کے بعد ملاقات ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ ان ہی کے بیٹے تھے۔ بیوی نے بتا یا کہ اسی کی تعلیم و تربیت پر میں نے وہ درہم خرچ کر دیے تو فروخ نے کہا کہ تم نے بڑے نفع کا سودا کیا۔

جی ہاں ماں کا کام عظیم ہے اور یہ فیصلے اگرچہ مشترکہ طور پر ہوتے ہیں لیکن اکثر اوقات ماں کو اکیلے بھی کرنے پڑ جاتے ہیں لیکن اس پر سمجھوتہ (Compromise) نہیں کرنا چاہیے اور پیدائش سے پہلے یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ:

بچے کو کس طرح اللہ ربّ العزت کی محبت سکھانی ہے؟

کیسے اس کو اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ جوڑنا ہے؟

کیسے اسے کامیاب انسان بنانے کے لیے کوشش کرنی ہے؟

ماں نے ابتداء سے کوشش کرنی ہے اور پیدائش کے بعد سے ہی ذمہ داریاں ادا کرتی ہے۔ پیدائش کے بعد سے لے کر جوان ہونے تک اور پھر جوانی سے بڑھاپے تک زندگی گزارنے کا وہ Pattern جو اللہ رب العزت نے دیا، جو محمد ﷺ نے سکھایا وہ اتنا خوب صورت ہے کہ ایک علم والی عقل مند ماں اسے سیکھ کر ان سارے مراحل سے درجہ بدرجہ گزرتی ہے۔

ہم نے یہ دیکھا کہ والدین اپنے بچوں کی تربیت کے لیے، وجود میں آنے سے پہلے

اور دنیا میں آنے سے پہلے، آنکھ کھولنے سے پہلے ہی کوشش کرتے ہیں۔ جس گھر میں بچہ پیدا ہوتا ہے اس گھر کے ماحول کے بارے میں ماں باپ کو ابتداء سے ہی کوشش کرنی پڑتی ہے کیونکہ بچے جنت کے باغوں کے پھول ہوتے ہیں اور یہ پھول جس گھر میں کھلتے ہیں اس گھر کے اندر اگر ماحول محبت بھرا نہ ہو تو پھول مرجھا جاتے ہیں۔ ان بچوں کی تربیت کے لیے جو چیز سب سے زیادہ ضروری ہے، جس خصوصیت کے لیے سب سے زیادہ کوشش (Effort) کرنی ہے وہ رحمت اور محبت ہے۔ یہ وہ محبت ہے جو شوہر اور بیوی کے درمیان ہے، وہ محبت جو افرادِ خانہ کے درمیان ہے اسی محبت کے ساتھ بچوں کی پرورش اور بچوں کی تربیت اچھی ہوتی ہے ورنہ بچے انحراف کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے دل میں محبت، رحمت اور شفقت کا جذبہ فطری طور پر رکھ دیا ہے اور ماں باپ کو اس محبت کے لیے گائیڈ نہیں کرنا پڑتا کہ آپ بچے سے ایسے محبت کر سکتے ہیں، فلاں وقت میں آپ کی محبت بڑھے گی۔ آپ نوٹ کرتے ہیں کہ بچہ ہنسے تو ماں باپ کی محبت بڑھتی ہے، بچے کو اٹھا لیں تو محبت بڑھتی ہے، سینے سے لگا لیں تو اور بڑھتی ہے لیکن اس کے لیے کسی کو گائیڈ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ ربّ العزت نے یہ محبت باپ کے اندر بھی رکھی ہے لیکن ماں کی رحمت ممتا کی صورت میں سامنے آتی ہے اور ماں کی شفقت اور محبت کتنی زیادہ ضروری ہے کیونکہ اس محبت کے بغیر وہ بچے کا اس قدر خیال نہیں رکھ سکتی۔ اس لیے اللہ ربّ العزت نے اس کے لیے تکلیف نہیں دی بلکہ رحمت اور محبت ودیعت کر دی ہے یعنی اندر ڈال دی لیکن اردگرد کے ماحول میں اگر ماں اور باپ کے درمیان محبت نہ ہو، اگر وہ محبت اہل خاندان کے درمیان نہ ہو تو بچہ متاثر ہوتا ہے۔ ماں اور باپ کے درمیان محبت یعنی شوہر بیوی کے درمیان محبت فطری نہیں ہوتی وہ محبت اللہ تعالیٰ دیتے ہیں جیسے کہ سورہ الفرقان سے ہمیں پتہ چلتا ہے:

﴿ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان:74)

''اے ہمارے ربّ! آپ ہمارے دلوں کے اندر ڈال دیجئے اور ہماری بیویوں کو اور ہماری اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیجئے۔''

''ھب'' کا لفظ ہے ''وھب'' سے ہے، اے ہمارے رب ہمیں عطا کر دیجئے یعنی یہ دعا عورت بھی کرے گی مرد بھی، کیونکہ یہ دعا ثابت کرتی ہے کہ یہ محبت نہ عورت کا اختیار ہے نہ مرد کا اختیار ہے۔ اس محبت کے لیے دعائیں کرنے والے باہمی تعلقات کی خوشگواریت کے لیے اور باہمی تعلقات کو احسن انداز میں چلانے کے لیے کوششیں ضرور کریں گے۔ جو جذبہ اولاد کی تربیت میں سب سے زیادہ معاون ہے وہ محبت، شفقت اور رحمت کا ہے۔ نبی ﷺ نے عرب عورتوں کو یہ خوش خبری سنائی تھی:

''ناقہ نشین عورتوں میں قریش کی عورتیں سب سے اچھی ہیں، جو اپنے بچوں پر بے حد مہربان ہوتی ہیں اور اپنے شوہر کے مال کا بڑا خیال رکھتی ہیں۔''

(بخاری:5365)

یعنی عرب عورتیں اپنے بچوں سے بہت محبت کرتی ہیں لیکن بچوں کو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑنے کی کوشش بھی کرتی ہیں اور اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (الکھف:46)

''مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔''

یعنی انسان کو اپنے بچوں سے بھی محبت ہوتی ہے، اپنے مال سے بھی محبت ہوتی ہے۔ اولاد کی طرح مال کی طرف بھی انسان کا دل بہت کھنچتا ہے۔ سورہ الکھف کی آیت 46 میں اللہ ربّ العزت نے ہمارے سامنے یہ بات رکھی ہے کہ دیکھو یہ محبت اتنی زیادہ ہے کہ فتنہ

بن گئی، آزمائش ہوگئی اور اس محبت میں بھی آزمائش ہے۔اس طرح سورہ الفرقان میں اور سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 6 میں رب العزت نے فرمایا:

﴿وَاَمۡدَدۡنٰكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ﴾ (بنی اسرائیل:6)

''اور ہم نے مالوں اور بیٹوں سے تمہیں مدد دی۔''

آج محنت کرلو کل وہ مددگار بن جائیں گے یعنی وہی اولاد جس پر آپ محنت کرو گے کل کس طرح سے وہ تمہارے لیے مددگار بن جائے گی۔اسی طرح سورہ الفرقان میں فرمایا:

﴿وَالَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡيُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان:74)

''اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔''

یہ محبت ہے جس کی تاثیر بہت گہری ہے اور اس کے اثرات دور تک مرتب ہوتے ہیں اور نبی ﷺ کا اسوہ ہمارے لیے بہت بڑی مثال ہے۔ایسے سمجھ لیں کہ دنیا کے گھپ اندھیرے میں ہمارے لیے یہی چراغ جلتا ہے تو ہم روشنی حاصل کرتے ہیں اور پیچھے پیچھے وہی کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔آپ ﷺ کا فرمان ہمارے لیے (Lightning Tower) ہے منارہ نور ہے جس کی وجہ سے ہم اپنی زندگی میں صحیح طریقے سے وہ کام انجام دے سکتے ہیں جو راہ نمائی کے بغیر انجام دینا ممکن نہیں ہے۔ہمارے لیے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو:

اس راستے پر ڈالیں جو صراط مستقیم ہے
جس کے لیے اللہ پاک نے راہ نمائی کی
جس کے لیے محمد ﷺ کی زندگی روشن چراغ ہے

جیسے قرآن حکیم میں محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں آتا ہے:

﴿وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب:46)

''اور روشنی دینے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔''

آپ کی حیات چراغ راہ ہے اور آپ ﷺ نے اپنی زندگی سے ہمارے لیے راہ نمائی کی ہے۔ نبی ﷺ کے اندر محبت اور رحمت کی صفت بہت زیادہ تھی آپ ﷺ کے بارے میں ربّ العزت نے فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء:107)

''اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے جہانوں کے لیے رحمت کرتے ہوئے۔''

آپ ﷺ تمام جہان والوں کے لیے رحمت تھے لیکن اپنے گھر والوں کے لیے بہت بڑی رحمت تھے، رحیم اور شفیق تھے جیسے سورہ التوبہ کی آیت 128 اور 129 سے ہمیں نبی ﷺ کی رأفت و رحمت کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (128) فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (129)﴾

بلاشبہ تمہارے پاس یقیناً تم ہی میں سے ایک عظیم رسول آیا ہے اُس پر گراں ہے جو تم مشقت میں پڑو، تم پر بہت حرص رکھنے والا ہے، مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔ پھر اگر وہ منہ موڑیں تو آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہی مجھے کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ

کیا اور وہی عرشِ عظیم کا رب ہے۔

آپ ﷺ کے اندر محبت کا سمندر تھا، نبی ﷺ کی زندگی میں سب سے زیادہ یہ بات ملتی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والے تھے اور سارے انسانوں کے لیے کوشش کرتے تھے۔ آپ کا لمحہ لمحہ اس کے لیے وقف تھا اور آپ ﷺ نے محبت کی ترغیب دلائی ہے، فرمایا:

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا﴾

''وہ ہم میں سے نہیں ہے جو چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور بڑوں کا حق نہیں پہچانتا۔'' (ابوداؤد:4943)

رسول اللہ ﷺ کا انداز کتنا خوب صورت ہے کہ جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا، رحمت کا معاملہ نہیں کرتا اور بڑوں کے حق کے بارے میں بتایا کہ وہ اپنے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا۔ اب انسان ایک مقام پر ہے کچھ اس سے چھوٹے افراد ہیں اور کچھ بڑے ہیں لہٰذا جو چھوٹوں کے ساتھ شفقت نہیں کرتا اور بڑوں کا حق نہیں پہچانتا وہ اپنے بارے میں کو کیوں سمجھتا ہے کہ میں محمد ﷺ کے راستے پر ہوں؟ کیونکہ محمد ﷺ نے برأت کا اظہار کیا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ شفقت اور رحمت مسلمانوں کی کتنی بڑی خصوصیت ہے جیسے سورہ الفتح کی آیت نمبر 29 میں محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کی مثال رب العزت نے دی ہے۔ آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ (الفتح:29)

''وہ کفار پر سخت، آپس میں نہایت رحم دل ہیں۔''

بے غرض اور بے لوث محبت کو رحمت کہتے ہیں، جس میں کوئی غرض شامل نہیں ہوتی، جس میں انسان توقع نہیں رکھتا۔ ابوداؤد اور ترمذی میں عمرو بن شعیب سے ہمیں روایت ملتی ہے

جس میں آپ ﷺ نے رحمت اور شفقت کے بارے میں ترغیب دلائی ہیکہ :

''ایک شخص اپنے بچے کو لے کر نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس کو اپنے ساتھ چمٹانے لگا، سینے سے لگایا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تم اس پر رحم کرتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اس رحم سے زیادہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا۔

یعنی جتنا تم اس پر رحم کرتے ہو اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں رحیم اور شفیق ہے۔ اسی طرح سے الادب المفرد میں سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ:

'' آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ارحم الرحمین ہے جو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

اسی طرح ایک بار آپ ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا یعنی انھیں چوم لیا۔ اس وقت اقرع بن حابس بیٹھے تھے جو صحرائی آدمی تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے کہ میرے دس بچے ہیں (عرب زیادہ بچوں پر فخر کرتے تھے) لیکن میں نے کبھی کسی کو نہیں چوما (جب کسی کے اندر رحمت نہیں ہوتی تو وہ کتنی بڑی نعمت سے محروم ہوتا ہے)

آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا:

﴿مَن لَّا يَرحَم لَا يُرحَم﴾ (ابوهريرة،الادب المفرد)

''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

﴿مَن لا يَرحَمَ الناس لا يرحمه الله﴾

''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتے۔'' (صحیح بخاری:7376)

آپ رسول اللہ ﷺ کی ان احادیث کو یاد کر لیجئے۔ کتنی خوب صورت بات ہے اور کتنے کم الفاظ ہیں۔

سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کو (بعض اوقات) نماز پڑھتے وقت اٹھائے ہوتے تھے۔ایک حدیث میں ہے کہ سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھالیتے۔ (بخاری:516)

یہ کیسا منظر ہے کہ بچی کندھے پر ہے اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ننھے حسن و حسین آ گئے۔وہ دونوں چلتے اور گرتے تھے تو آپ ﷺ نے منبر سے نیچے اتر کر انہیں گود میں اٹھالیا اور اپنے سامنے بٹھالیا پھر فرمایا کہ اللہ کی بات (کتنی) سچ کہ تمہارے اموال واولاد فتنہ ہیں، میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے اور لڑکھڑاتے دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہوا، حتی کہ میں نے اپنی گفتگو توڑ کر انہیں اٹھایا۔'' (مسند احمد)

یعنی لوگوں کے سامنے بھی Justify کیا۔لوگوں کو بھی سکھایا، کیا چیز سکھائی تھی؟ بچوں کے ساتھ شفقت اور محبت سکھائی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی ﷺ کی زندگی میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ نبی ﷺ کا اپنا بیٹا حیات نہیں تھا پھر آپ ﷺ کی زیادہ محبت اپنے نواسے، نواسیوں سے نظر آتی ہے۔آپ ﷺ کا ایک منہ بولا بیٹا تھا اللہ پاک نے ان کو بھی بیٹا دیا اور اسامہ سے نبی ﷺ کو بہت محبت تھی۔آپ ﷺ جب بیٹھتے تو ایک ران پر اسامہ کو بٹھا لیتے اور ایک ٹانگ پر کبھی سیدنا حسن کو اور کبھی سیدنا حسین کو پھر ان کو چمٹا کر دعا کرتے تھے:

﴿اللّٰھم ارحمھا فانی ارحمھا﴾ (بخاری)

اے اللہ میں ان دونوں پر شفقت کرتا ہوں تو بھی ان پر رحم فرمادے۔

میں اس منظر کو تصور کرتی ہوں تو میرا دل بہت سکون میں آجاتا ہے کیونکہ یہ رحمت اور شفقت کی تصویر ہے۔ ایک رحمت وہ جو اپنے اندر ہے اور اس دل کی رحمت کی وجہ سے یہ دعا ہے کہ اے اللہ ان پر رحم کر دے۔ آپ ﷺ کے الفاظ یہ تھے:

''اے اللہ! میں ان دونوں پر رحمت اور شفقت کرتا ہوں آپ بھی ان پر شفقت فرمائیے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں، اس نے مجھ سے بھیک طلب کی لیکن اسے میرے ہاں ایک کھجور کے سوا کچھ نہ ملا، میں نے وہ کھجور اسے دے دی۔ اس عورت نے وہ کھجور لی اسے تقسیم کر کے اپنی بیٹیوں کو دے دیا اور اس سے خود کچھ نہ کھایا۔ پھر وہ اٹھی اور وہ اور اس کی بیٹیاں چلی گئیں۔ بعد ازاں نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ آپ ﷺ کو بیان کیا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص بیٹیوں کی سبب کچھ بھی آزمایا گیا پھر اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے آڑ ہوں گی۔'' (صحیح بخاری:1418)

کتنی پیاری بات نبی ﷺ نے ان الفاظ کی صورت میں ہمارے سامنے رکھی:

﴿اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْكُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ﴾

''رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے۔ رحم کرو جو زمین پر ہے آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔'' (ترمذی:1924)

اور حالی نے اسے شعری زبان دی:

؎ کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

اس میں بڑی Logic ہے کہ آپ رحم کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے گا۔ کیوں کہ اس طرح رحمت بڑھ جاتی ہے (الحمدللہ) ورنہ دریا بھی خالی ہو جاتے ہیں اور کنوئیں بھی چاہے وہ تیل کے ہوں یا پانی کے وہ بھی خالی ہو جاتے ہیں۔ رحمت ایسی چیز ہے جس کے بارے میں انسان کو جب یہ پتا چلتا ہے کہ مزید رحمت ہوگی تو انسان رحمت بانٹنا شروع کر دیتا ہے اور ہر ایک پر رحم کرنا شروع کر دیتا ہے۔

یہ رحمت اور شفقت ہے جو والدین کی بنیادی خصوصیت ہے جس کی وجہ سے وہ بچوں کے ساتھ اور آپس میں بھی رحمت اور شفقت کا معاملہ کریں گے۔ نبی ﷺ اپنی بیٹیوں سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی ایک بیٹی کا بچہ جان کنی کے عالم میں تھا ایسے کہ نہ اس کی جان نکل رہی تھی اور نہ بچ رہی تھی، جان کنی کا عالم ایسا ہی ہوتا ہے۔

سیدنا ابوزید اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام، آپ ﷺ کے محبوب اور محبوب کے بیٹے سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیٹی نے آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے کا آخری وقت ہے، آپ ﷺ تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے پیغام بھیجا کہ وہ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ لے وہ بھی اسی کا ہے اور جو دے وہ بھی اسی کا ہے۔ اس کے ہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اس لیے انہیں چاہیے کہ صبر کریں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھیں۔''

صاحب زادی نے پھر پیغام بھیجا اور قسم دیتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی

بن کعب، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور کچھ اور آدمیوں کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ بچہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا جب کہ اس کی جان بے چین اور مضطرب تھی۔ (اس کی یہ حالت دیکھ کر) آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ! یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ﴾

''یہ جذبہ شفقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمایا ہے'' اور ایک روایت میں ہے جن بندوں کے دلوں میں چاہا اور اللہ تعالیٰ اپنے ان ہی بندوں پر رحم فرماتا ہے جو (دوسروں پر) مہربان ہوتے ہیں۔

(بخاری:1284)

یعنی یہ بے لوث محبت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمایا ہے اور میری آنکھ کا آنسو دراصل اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے نکلتا ہے۔ لیکن آپ ﷺ کی فکر کتنی خالص تھی، آپ ﷺ کا ایک ایک لفظ قیمتی تھا اور آپ ﷺ اس لفظ کی وجہ سے لوگوں کے ذہن کی گرہیں کھول دیتے تھے۔ جیسے صحابی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ کیا ہے؟ اگر آپ سے کوئی پوچھے کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو آپ کیا جواب دیں گے؟ یوں ہی بس وہ تھوڑا دل بھر آیا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے دل میں رکھ دیا ہے۔ آگے اس سوال کے لیے موقع نہیں چھوڑا کہ رحمت آئی کہاں سے اور یہ بھی پتا چل گیا کہ کوئی خود سے رحیم نہیں ہوتا۔ کسی کے دل میں محبت کے جذبے کا ہونا انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔

کوئی سارا وقت کہتا رہتا ہے کہ مجھے ہر کوئی بہت پیارا لگتا ہے، میرے دل میں بھی

بہت محبت ہے، میں بہت محبت کرتا ہوں اور کہیں ربّ کا تذکرہ ہی نہیں آتا۔ نبی ﷺ کی گفتگو میں کہیں Impurity نہیں ہوتی تھی۔ اسی لیے آپ ﷺ کی احادیث زیادہ قیمتی ہیں۔ آپ ﷺ کی دعائیں، آپ ﷺ کا ذکر، آپ ﷺ کا تذکرہ کرنا، آپ ﷺ کا سمجھانا، آپ ﷺ کی نصیحتیں، آپ کی وصیتیں سب قیمتی خزانہ ہیں۔ وہ سب آپ ﷺ کا ورثہ ہیں اور اس ورثے کے لئے ارادہ ضرور کریں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ ورثہ حاصل کرنا ہے کیونکہ اس میں آپ کی زندگی کے لئے وہ راہ نمائی ہے جو کسی اور سے نہیں مل سکتی۔ آپ کے ذہن کی گرہیں اسی سے کھلیں گی (ان شاء اللہ)۔

نبی ﷺ نے بچوں کے ساتھ محبت کا انتہائی اعلیٰ نمونہ پیش کیا اور بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کی عملی Dealing دیکھے بغیر، آپ ﷺ کا طرز عمل دیکھے بغیر بچوں کے ساتھ محبت کی سمجھ نہیں آتی۔ وہ سچی محبت تھی جسے اللہ تعالیٰ نے پسند کیا اور یہ محبت یتیموں پر، بچوں پر، جہاد اور سفر میں گئے ہوئے لوگوں پر تھی۔ مریضوں پر آپ ﷺ بہت مہربان ہوتے تھے اور مریضوں کے بچوں پر بھی بہت مہربان ہوتے تھے۔ اب دیکھیں کہ کوئی مسافر ہے اور اس کے بچے پیچھے اکیلے ہیں تو آپ ﷺ ان بچوں کے ساتھ خاص معاملہ کرتے تھے۔ یتیموں پر آپ ﷺ کی محبت اسی وجہ سے تھی کہ باپ چلا گیا اور بچوں کو زیادہ محبت کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ لڑکے اور لڑکی کے درمیان عدل کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو'' (مسند احمد، صحیح ابن حبان)

ربّ العزت نے قرآنِ مجید میں فرمایا:

﴿اِعۡدِلُوۡا ۟ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی﴾ (المائدہ 5:8)

''عدل کرو یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔''

عدل بہت بڑی ضرورت ہے اور رحمت کے ساتھ اگلی صفت عدل ہے۔ اب ایسا نہ ہو کہ ایک جگہ پر ساری محبت لٹا دی اور دوسرے کو اس سے محروم کر دیا۔ بلکہ برابر کا سلوک کرنا ہے اور کسی کو کم نہیں کرنا، کسی کو آگے نہیں بڑھانا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"جس کی تین بچیاں، تین بہنیں ہوں یا دو بچیاں، دو بہنیں ہوں اور اس نے ان کی اچھی تربیت کی، ان کے متعلق صبر کیا اور ان کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسند احمد)

اس لحاظ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ نے جیسے انسانوں کی تربیت کی وہ بڑے ہوں یا چھوٹے تو تربیت کے میدان میں محبت، شفقت اور رحمت کی مثال ہمیں آپ ﷺ کی حیات سے لینی ہے اور عدل کو بھی آپ ﷺ کی زندگی سے سیکھنا ہے۔ آپ ﷺ کا عدل ہمیں کس صورت میں نظر آتا ہے؟ کہ ایک ران پر اسامہ اور ایک ران پر سیدنا حسن ہیں۔ آپ ﷺ کا عدل کبھی سیدنا حسن اور سیدنا حسین دونوں کو پشت پر بٹھائے ہوئے نظر آتا ہے اگرچہ وہ رحمت تھی لیکن برابر کی۔ پھر آپ ﷺ لڑکے اور لڑکی میں فرق نہیں کرتے تھے۔ اُمامہ سے بہت محبت کرتے تھے اور ایسا نہیں تھا کہ ایک بیٹی سے محبت ہے تو دوسری بیٹیوں کو نظر انداز کر دیا کہ یہ تو سمجھ دار ہیں تو ان کے ساتھ وہ محبت نہ کی ہو۔

نبی ﷺ کے تربیت کے انداز اور اصول بہت بہترین ہیں۔ جدید دنیا میں ایسے تجربات کیے گئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بچوں کے لیے ماں باپ کی محبت کتنی ناگزیر ہے۔ یعنی جو بچہ دودھ پیتا ہے اس کی پرورش، اس کی نگہداشت اور اس کی نشوونما صرف ماں کے دودھ سے اور غذا سے نہیں ہوتی بلکہ اس کی پرورش محبت سے ہوتی ہے۔ اس کے اندر جو تبدیلی آتی ہے وہ محبت کی وجہ سے آتی ہے اور ماں باپ کی محبت غذا سے زیادہ بڑھ جاتی ہے یعنی اس محبت کی وجہ سے بچوں کے اندر زیادہ اچھی تبدیلی آتی ہے۔ جو بچہ محبت کی فضا

میں پروان چڑھتا ہے وہ خاندان، معاشرے کے لیے قیمتی انسان ثابت ہوتا ہے اور وہ تمام مسلمانوں سے محبت بھرا برتاؤ سیکھتا ہے۔

خاندان ابتدائی تربیت گاہ ہوتی ہے جہاں صبر بھی کرنا پڑتا ہے، Share بھی کرنا پڑتا ہے، Care بھی کرنی پڑتی ہے اور نرمی کے ساتھ معاملہ بھی کرنا پڑتا ہے۔ جہاں محبت کے ساتھ ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ کرنا پڑتا ہے، جہاں بڑوں کا حق پہچانا جاتا ہے، بچوں کے ساتھ شفقت ہوتی ہے اور یہ پوری زندگی ہے۔ ایک چھوٹی زندگی ایک چھوٹے خاندان میں ہے اور بڑی زندگی پورے معاشرے میں ہے۔ خاندان کے ماحول میں سب سے پیاری معاشرتی تربیت ہوتی ہے اور معاشرتی تربیت کے لیے سب سے قیمتی چیز محبت, رحمت اور عدل ہے۔

یہ کتنی قیمتی صفات ہیں اس کا اس وقت پتا چلتا ہے کہ ایک بچہ کسی ناخوشگوار (Unpleasant) ماحول میں بڑا ہوا اور ماں باپ کے درمیان بنتی نہیں تھی، ماں باپ ایک دوسرے کے سامنے منفی جذبات کا اظہار کرتے تھے۔ ایسا بچہ جب Society میں جاتا ہے تو بعض اوقات نفسیاتی مریض بن جاتا ہے اور جہاں کہیں بھی ماں باپ کو آپس میں محبت کرتے دیکھتا ہے تو Clash کھاتا ہے۔ اس کو لگتا ہے کہ زندگی صرف باہمی لڑائی جھگڑے کا نام ہے اور ایسے کتنے گھرانے ہیں جہاں ماں باپ کے Clash کی وجہ سے بچے شادیاں ں نہیں کرنا چاہتے۔ وہ کہتے ہیں ہم شادی کر کے کیا کریں گے؟ اگر ایسے ہی لڑنا ہے تو پوری زندگی دیکھ لیا اب ہم خود تجربہ نہیں کرنا چاہتے۔ اور ان کی شادی ہو بھی جائے اگر بیٹا ہو تو باپ کی طرح اپنی بیوی سے لڑنا شروع کر دیتا ہے اور اگر بیٹی ہو تو اپنی ماں کی طرح اپنے شوہر سے لڑنا شروع کر دیتی ہے کیونکہ انہوں نے جو سیکھا وہ کیا۔

گھرانوں کے اندر جو منفی تبدیلیاں آتی ہیں، خاص طور پر شادی کے بعد ان منفی تبدیلیوں میں اس ماحول کا بڑا دخل ہوتا ہے جس میں بچے نے اپنی زندگی کے دن گزارے

ہوں، جس ماحول میں اس کی تربیت ہوئی ہو۔اب تو سائنسی تحقیق سے بھی ثابت کیا گیا ہے کہ بچہ جس وقت پیدا ہوتا ہے اور پہلی بار اس کی آنکھ جس ماحول میں کھلتی ہے وہ ماحول اس کی شخصیت پر بہت گہرے اثرات ڈالتا ہے یعنی جس عورت نے اُسے پکڑا، اُس ماحول کے اندر جو کچھ بھی تھا، جس طرح کے احساسات اور جذبات تھے، جیسے اُسے پکڑا گیا وہ اثر رہ جاتا ہے۔

اب ہسپتال میں بچے کو پکڑنے والی ماں تو نہیں ہوتی، پھوپھی بھی نہیں ہوتی، خالہ بھی نہیں ہوتی، وہ ماموں، چچا، دادا، دادی، نانا، نانی یا باپ بھی نہیں ہوتا اور بچے کو اجنبی ہاتھ پکڑتے ہیں۔ان ہاتھوں کے لمس میں محبت نہیں ہوتی صرف Duty ہوتی ہے تو بچہ سب سے پہلے کیا چیز سیکھتا ہے؟ پہلا Touch ہے اور کیا ملا؟ اجنبیت، غیر جانبدار رہنا اور دوسرے افراد کے بارے میں ذمہ داری محسوس نہ کرنا، اثر تو ہوتا ہے اور مستقبل میں نظر بھی آتا ہے۔

پھر گھُٹی کے بھی اثرات ہوتے ہیں اور اردگرد کے ماحول میں جب سب اس کو دیکھ کے خوش ہوتے ہیں، جب مبارک باد دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا ہے تو بچے پر بھی اثر ہوتا ہے۔پہلے بچے آنکھیں بند کر لیتے تھے اب تو پوری آنکھیں کھول کر دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ اردگرد کے ماحول میں کیا ہو رہا ہے اور جو تصویر ان کے ذہن میں بنتی ہے وہ باقی رہتی ہے اور اُن کی شخصیت پر اثر انداز ہوتی ہے۔پہلے یہ بات سائنسی طور پر ثابت نہیں تھی لیکن اب ثابت ہو چکی ہے، اب اس پر بہت سے تجربات کیے گئے ہیں کہ بچوں کی زندگیوں میں فرق نظر آتا ہے۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ سب لوگ اپنے معاشرے میں مسلمانوں جیسا محبت بھرا برتاؤ کریں تو وہ کیسے کریں؟ کیونکہ اُنہوں نے سیکھا ہی نہیں ہے اور یہ لفظوں سے سکھانے والی

چیز نہیں ہوتی۔ بچہ سب سے زیادہ عمل سے سیکھتا ہے کیونکہ اس کو پیدا ہونے کے بعد لفظ ابھی سمجھ نہیں آتے۔ الفاظ بہت دیر بعد سمجھ آتے ہیں لیکن رویے بہت جلدی سمجھ آتے ہیں۔ ماں اپنے بچے سے جب بات چیت کرتی ہے مثلاً بعض اوقات ماں کچھ بھی نہیں کرتی صرف ہنسانے کے لیے کبھی آوازیں نکالتی ہے تو کبھی اس کی ٹھوڑی کو ہاتھ لگاتی ہے، کبھی گال تھپتھپاتی ہے، کبھی اُٹھا کر سینے سے لگا لیتی ہے، کبھی اُسے اُچھال دیتی ہے اور بچہ بھی ان سارے تجربات کو جمع کر رہا ہوتا ہے۔ محبت بھرے ہاتھوں کا لمس شخصیت پر کتنا زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ محبت، محبت بن کر بچے کے دل پر اثر انداز ہوتی ہے اور چھاپ لگ جاتی ہے۔ اس کے نشانات بہت گہرے ہوتے ہیں، محبت چسپاں ہو جاتی ہے۔

اس کی نسبت وہ بچہ جس کی ماں زیادہ آنسو بہاتی ہے، جو ماں کو صدا غمگین دیکھتا ہے اُسے لگتا ہے زندگی آنسو بہانے کا نام ہے اور زندگی روٹھے رہنے کا نام ہے۔ اُس کے لیے ساری دُنیا غم کے بادل بن جاتی ہے اور وہ کسی چیز کے بارے میں مثبت انداز میں سوچنے کے قابل نہیں ہوتا حالانکہ اُسے ابھی لفظوں سے کچھ نہیں بتایا گیا لیکن اس کے ذہن میں ایک Picture بنتی ہے۔ ماں کی، باپ کی اور سارے گھر والوں کی ذمہ داری ہے کہ اُس ماحول کو خوشگوار بنائیں، محبت بھرا بنائیں تاکہ معاشرے میں محبت عام ہو۔

اسی طرح سے کچھ بچے ایسے ہوتے ہیں جن کو متوازن محبت نہیں ملتی یعنی بہت زیادہ لاڈلے بچے ہوتے ہیں جن کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

کر کر کے منتیں تیری عادت بگاڑ دی

دانستہ ہم نے تجھ کو ستم گر بنا دیا

جو بات بچہ منہ سے نکالے تو مان جاؤ، ہر خواہش پوری کرنی ہے، ہر چیز میں بچے کو ہی Appreciate کرنا ہے۔ آج کے دور میں ماں باپ بہت عجیب رویہ سیکھ گئے ہیں کیونکہ

وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بچہ جو منہ سے نکالے اسے خرید کر دے دو یہی بچے کی تربیت ہے، عجیب تربیت ہے۔ ماں یہ سمجھتی ہے کہ بچے کو اتنے پیارے کپڑے پہناؤ، سجاؤ، بناؤ اس طرح ماں تکبر کے لیے کوششیں کرتی ہے اور باپ اسے ضدی بنانے کے لیے کوشش کرتا ہے۔ اب انا پرستی اور ضد جمع ہو گئے تو:

بچے کے اندر کیا آئے گا؟

کیا وہ کسی کے ساتھ Share کرے گا؟

کیا وہ کسی اور کی Care کرے گا؟

کیا وہ کسی سے محبت کرے گا؟

سوچیں!

ایک بچے کو ماں باپ کیا سکھاتے ہیں؟

ذات کی محبت

خواہش کی محبت

بچہ یہ سمجھتا ہے کہ میں ہوں کیونکہ ہر وقت اس کی سیلفیاں بنتی ہیں، تصویریں بنتی ہیں اور Upload ہوتی ہیں۔ ابھی بچہ بولنا نہیں سیکھتا لیکن اسے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ سیلفی کیسے لینی ہے اور کچھ ستم ظریف تو ایسے ہیں کہ وہ Upload کرنا بھی سکھا دیتے ہیں۔ بچوں کی چیزیں Whatsapp Groups میں اور Facebook پر کس طرح سے اتنے بڑے پیمانے پر جارہی ہوتی ہیں۔ یہ سیلفی دراصل انا پرستی کے مذہب کی کتاب ہے، ایک ایک صفحہ لگتا جاتا ہے اور ہر سیلفی اور زیادہ آگے بڑھاتی چلی جاتی ہے۔ Self سے ہی (Selfie) ہے اور سیلفی Selfless نہیں بناتی بلکہ Selfish بناتی ہے۔

کیا ایسا نہیں ہے؟

آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں، اپنی ذات میں بھی دیکھ سکتے ہیں لیکن تھوڑا سا مشکل ہوگا اور دوسروں کو دیکھ کر آپ کو بہت اچھی سمجھ آئے گی۔ بچے جوں ہی اچھے کپڑے پہنتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ اب ہماری تعریف کی جائے، ہماری تصویر بنائی جائے اور Upload کی جائے تاکہ سارے خاندان کو اور باقی لوگوں کو پتہ چل جائے کہ ہم اب ایسے لگ رہے ہیں، ہم فلاں چیز کھا رہے ہیں۔ بچے باقاعدہ فرمائش کرتے ہیں کہ اب ہم اس حالت میں ہیں، فلاں ریسٹورنٹ گئے ہیں، فلاں دکان پر گئے ہیں، گھر سے باہر نکلے ہیں، گاڑی میں بیٹھنے لگے ہیں اور اب فلاں جگہ پر چلے گئے ہیں۔ یہ ابلیسیت ہے، انا پرستی ہے، ایسا بچہ کبھی خدا پرستی نہیں سیکھے گا اور اگر یہی برتاؤ رہا تو کوئی اچھی خصوصیت اس کے اندر نہیں آسکتی۔ بعد میں یہ برتاؤ کتنا ہی کم کر دیں پھر عادت (Conditioning) ہو جاتی ہے اور دوبارہ سے وہ چیزیں ابھر کر سامنے آجاتی ہیں۔

ایک تجربہ (Experiment) جو آپ سب نے سائنس کی کتابوں میں پڑھا ہوگا کہ کتے کو سکھانے کے لیے گھنٹی کے ساتھ کھانا دیا گیا اور کھانے کو دیکھ کر کتے کے منہ میں لعاب آتا ہے۔ ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ، پانچ دفعہ، دس دفعہ پھر کھانا غائب کر دو تو گھنٹی کے ساتھ ہی لعاب آجاتا ہے، یہ تربیت (Training) ہے۔ گھروں میں بچوں کی ہر وقت کی کیا تربیت (Training) جاری ہے؟

ایسا بچہ اللہ تعالیٰ سے کب محبت کرے گا؟

کیسے کرے گا؟

کیسے سیکھے گا؟

ماں باپ کی یہ محبت جب غیر متوازن ہوتی ہے، جب ماں باپ نہیں سمجھتے کہ اس بات کا کیا اثر ہوگا، جب اپنے رویے کے لیے اس کے رزلٹ کو نہیں دیکھتے اور سادہ الفاظ میں

یوں کہیں کہ اگر ماں باپ نتیجہ خیز(Result Based)رویے نہیں اپناتے یعنی جس کا اچھا نتیجہ نکلے کیونکہ زرلٹ تو آئے گا اگر چہ وہ ناخوشگوار ہو اور ماں باپ وہ رزلٹ نہ چاہتے ہوں، تو بچے کی شخصیت میں اثر تو آئے گا۔ ہر ماں نے، ہر باپ نے یہ سمجھا کہ اس طرح سے ہماری خاندانی محبت بڑھ رہی ہے لیکن عجیب بات ہے کہ ایک چھت تلے نفرت کا بیج بویا جاتا ہے۔ وہ بچہ جو یہ چاہتا ہے کہ میری سلفیاں سب سے اوپر ہوں کیا وہ اپنے بھائی کے ساتھ محبت کرے گا؟ وہ کہے گا اس کو تو ختم ہی کر دو، اس کو پیچھے کر دو۔ اس کی وجہ سے اتنے چھوٹے چھوٹے بچے ایک دوسرے کی برائیاں ماں باپ کے سامنے رکھتے ہیں اور دوسروں کے برے پہلو(High Light) کرنے لگ جاتے ہیں۔

یہ کیسی فضا آپ بنا رہے ہیں؟

اور وہ کیا چیز ہے جو بچوں کو سکھا رہے ہیں؟

جن بچوں کے ساتھ ایسی محبت کی جاتی ہے وہ قربانی کی کوئی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ کوئی قربانی نہیں دے سکتے، کسی کی خدمت نہیں کر سکتے کیونکہ انہیں لگتا ہے کہ خدمت کی تو تعریف(Appreciation)نہیں ہو گی۔ اب تو سیلفی کلچر کی صورت حال یہ ہے کہ دادا کی وفات ہوئی ہے اور بچے ساتھ کھڑے سیلفیاں بنوا رہے ہیں۔ اب دادا کو غسل دے دیا، اب کفن کے ساتھ، اب دادا قبر میں ہے اور قبر میں بھی جا کر سیلفیاں بن رہی ہیں۔

سوچیں کہ رحم کہاں گیا؟

محبت، خدمت، ہمدردی کہاں ہے؟

وہ باہمی تعلقات کس کی نذر ہو گئے؟

کیا آپ نے ایسا کوئی منظر نہیں دیکھا؟ کتنے Clips گھومتے رہتے ہیں جن کو آپ بھی دیکھتے ہوں گے۔ تو بچے کو اچھے لباس پہنا کر اس کی تصویریں بنانے کا، فیس بک پر سجانے کا یا Whatsapp Groups کے ذریعے سب تک بھیجنے کا نتیجہ (Result)

کیا نکلتا ہے؟ کہ بچوں کو نظر لگتی ہے، پھر بچے بیمار پڑ جاتے ہیں، ضدی ہو جاتے ہیں۔ بچے کی جو Mind Setting، جو ذہن سازی ہوگئی ہے اب اس کو آپ کس طرح سے بدلیں گے؟ اس کی Deconditioning کیسے ہوگی؟

ایسی حالت میں بچہ تو ضد کرے گا اور وہ کبھی حق تک نہیں پہنچ پائے گا کیونکہ ابتدائی زندگی میں ہی اس کی ایسی ٹریننگ کردی گئی ہے کہ اس کے اندر سے انا کا بھوت کبھی باہر نہیں نکلے گا۔ لوگ جادو کے اثرات اور جنات سے تو بچنا چاہتے ہیں اور یہ جو انا کا جن اندر بٹھا دیا ہے، جو ہر وقت انسان کو ڈرائیو (Drive) کرتا ہے لیکن اس کی وجہ سے کسی ماں کو، کسی باپ کو اور کسی رشتے دار کو خطرہ نہیں ہے کہ اس پر جنات کے اثرات ہیں اور ان برے اثرات کو دور کر کے بچے کو ان سے بچانا چاہیے، اس کے لیے کبھی آگے بڑھ کر کوئی کام بھی نہیں ہوتا۔ پھر ایسے بچے جوان ہوتے ہیں تو شوہر بن کر کبھی اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتے، اچھے ہمسائے نہیں بنتے، اچھے رشتے دار کے طور پر اپنی مثال پیش نہیں کرتے اور اس سے خاندان اور معاشرے میں بگاڑ آتا ہے۔

محبت کی اس زرخیز زمین میں فردوس کے پھولوں کے پودے لگائیے یعنی جنہیں جنت الفردوس میں جانا ہے۔ جنت میں جانے والوں کی تو اور ہی خصوصیات ہوتی ہیں، ان کے ساتھ معاملات ہی اور طرح کے ہوتے ہیں۔ بچوں کو اسلامی تربیت کی صحت بخش فضا میں رکھنا کتنا زیادہ ضروری ہے تاکہ بڑے ہو کر وہ بچے اچھے مسلمان بنیں۔ پھر دونوں جہانوں میں اولاد کی کامیابی اور سربلندی کے لیے ماں باپ کا ارادہ، ماں باپ کی دعائیں کتنی زیادہ مددگار (Helpful) ہوسکتی ہیں۔ آپ بچے کو کل جو دیکھنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ نمائی کے مطابق بچے کے ساتھ اپنے طرز عمل کو متعین کیجیے پھر نفع ہی نفع ہے (ان شاء اللہ)۔

سوال و جواب

طالبہ: ایک بچہ تین سال کا ہے اور اس کے اندر اس کے والدین نے انا پرستی ڈال دی ہے تو اس کو Overcome کیسے کریں؟

استاذہ: It's Too Late، اب بہت دیر ہوگئی ہے، اب تو اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو تو اور بات ہے لیکن اصلاً بچے کی پیدائش کے بعد چند دن بھی گزر جائیں تو لیٹ ہے یعنی اثرات مرتب ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور پھر وہ اثرات اپنا رنگ بھی دکھاتے ہیں۔ اب سائیکالوجسٹ کہتے ہیں کہ 18 ماہ میں بچے کی شخصیت کی تعمیر ہو جاتی ہے اور جو اس نے بننا ہوتا ہے ابتدائی دور میں بن جاتا ہے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے اور کوشش جاری رکھنی چاہیے، اپنا فرض ادا کرنا چاہیے اور اس کو ایسا ماحول دیں جہاں سے اس کا Mind Set ٹوٹنے میں مدد ملے۔ وہ ماحول گھر کے اندر بھی ضروری ہے، سکول میں بھی، دوستی (Friend Ship) کے حلقے میں بھی اور سوسائٹی میں بھی ضروری ہے۔ یہ ایک تکون (Triangle) ہے سوسائٹی، گھر اور سکول تینوں طرف سے کوشش ضروری ہے۔ دراصل ہمارے یہاں لوگ اتنے ستم ظریف ہیں کہ وہ گندم بو کر چنا لینا چاہتے ہیں۔ لوگوں کی اپنی اپنی Perception ہے، کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بچے کی ابتدائی تربیت کے لیے چند دعائیں سکھا دیں، تھوڑی دیر کے لیے نیکی کے ماحول میں رکھیں تو یہ اس کی تربیت کے لیے کافی ہے۔ اب اسے وہاں سے نکال کر کسی بھی ماحول میں لے جائیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ حالانکہ وہاں اس کی تھوڑے مہینوں کی ٹریننگ (Training) بالکل

ملیا میٹ ہو جائے گی اور ایسے بچے زیادہ خراب ہو جاتے ہیں۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جو بچے ابتدائی طور پر حفظ کرتے ہیں یا جن کی ابتدائی طور پر اسلامی تربیت کی جاتی ہے لیکن جب انہیں بالکل مخالف (Opposite) ماحول میں بھیجا جاتا ہے تو اس وجہ سے وہ ان بچوں کے مقابلے میں زیادہ خراب ہوتے ہیں جنہیں شروع سے ہی ایک غلط ماحول میں رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے اور سوسائٹی میں ایسے لوگ اٹھیں جو بچوں کے لیے ایسے سکولز بنائیں، ایسے ادارے بنائیں جن کے توسط سے ماں باپ کے لیے، اس معاشرے کے لیے اور امت مسلمہ کے لیے افراد کی تربیت کرنے میں آسانی ہو جائے۔ یہ بچے ہمارا مستقبل ہیں اور اپنے مستقبل کے بارے میں Conscious ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کوششیں کرنے کے لیے ہم سب کو توفیق دے اور وہ تڑپ بھی دے کہ آگے بڑھ کر ہم یہ کام کرنے کے قابل ہو جائیں۔

طالبہ: ایک بچہ سات سال کا ہے اور ایک بچہ چار سال کا، اس کو اتنا پیار بھی نہیں کیا جاتا لیکن پھر بھی وہ بھائی کو آگے نہیں آنے دیتا، وہ کہتا ہے کہ ہر چیز مجھے دیں، اس کو نہ دیں حالانکہ ان کو برابری بھی دی ہے۔ اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

استاذہ: یعنی آپ کہتے ہیں کہ ماں باپ عدل بھی کرتے ہیں تب بھی بچے ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں؟ شیطان جو بیٹھا ہوا ہے یعنی شیطان نے تو اپنا کام کرنا ہی ہے اور دوسری بات یہ کہ بچے کو آپ ابھی یہ نہیں سمجھا پا رہے کہ آپ جب اپنے بھائی کو پیچھے کرو گے تو اس کا نقصان کیا ہے؟ یہ بات سمجھنی زیادہ ضروری ہے۔ وہ ساڑھے تین سال کا بچہ یہ تو سیکھ گیا کہ بھائی کو پیچھے کرنا ہے تو اس کو یہ سمجھانا واقعی بڑا مشکل ہے

لیکن پھر بھی کوشش کرنی ہے۔کوشش یہی کرنی ہے کہ اگر اپنے بھائی کو پیچھے کروگے تو
اللہ تعالیٰ آپ سے ناراض ہو جائے گا۔اللہ تعالیٰ آپ کو پیچھے کر دے گا، جہاں آپ
آگے جانا چاہو گے وہاں اللہ تعالیٰ آپ کو آگے نہیں ہونے دے گا اور جب آپ
اپنے بھائی کو آگے کروگے تو اللہ تعالیٰ آپ کو بھی بہت آگے لے جائے گا۔

طالبہ: اصل میں ماحول گھر میں نہیں ملا، ماں نے نہیں دیا لیکن ساری فیملی ایسی ہے۔
پھر بچوں نے آنا جانا ہے اور اگر نہیں جائیں گے تو بھی بڑے اعتراضات
ہوتے ہیں لہٰذا آنا جانا کم بھی نہیں کر سکتے کیوں کہ رشتے ایسے ہیں اور ماحول
بالکل فرق ہے۔اب میری بیٹی کہتی ہے کہ آپ تو کچھ کہتی ہیں اور جہاں میں
جاتی ہوں وہاں کا ماحول اور طرح کا ہے پھر اکثر وہ جاتی ہی نہیں ہے۔اگر نہ
لے کر جاؤں تو بھی مسئلہ ہو جاتا ہے۔

استاذہ: فیصلے تو زندگی میں کرنے پڑتے ہیں۔ہمیں بھی سمجھ نہیں آتی تھی کہ ہمارے والد ہمیں
ہمارے ننھیال میں کیوں نہیں رہنے دیتے۔دراصل ہمارے ننھیال اور ددھیال
کا ماحول بہت مختلف تھا۔ہم اپنی خالہ کی حیات میں ایک دفعہ بھی ان کے گھر نہیں
گئے اور ان کی حیات کے بعد بھی جب کہ خالہ ہمارے گھر آتی تھیں، ان کے بچے
بھی آتے تھے اور ہم بعض اوقات شادیوں پر بھی اکٹھے ہوتے تھے۔لیکن ہمیں
شادیوں پر بھی جانے کی اجازت نہیں ملتی تھی، جب ہم بڑے ہوئے تو ہمیں اپنے
والد کا فیصلہ بہت اچھا لگا اور اگر ان کی مدد نہ ہوتی تو آج ہم اس جگہ پر نہ ہوتے۔
حالانکہ اگر بحیثیت انسان دیکھیں تو میرے ننھیال والے بہت اچھے ہیں (الحمد للہ)
لیکن جو کچھ ہمارے والد ہمیں بنانا چاہتے تھے وہ اس راستے کی رکاوٹ ضرور تھے

کیونکہ انہیں دنیا سے بہت محبت تھی۔ پھر یہ کہ خاندانوں میں بہت ساری ایسی چیزیں رواج پا جاتی ہیں کہ بچے جب ان کے درمیان رہتے ہیں تو بہت کچھ سیکھ جاتے ہیں۔ لہٰذا کچھ فیصلے کرنے پڑتے ہیں لیکن انسان کولگتا رہتا ہے کہ اگر میں نے یوں کرلیا تو خاندان والے کیا کہیں گے؟ بچوں پر کیا اثرات ہوں گے؟ بچے خاندان سے کٹ جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ میں یہ نہیں کہتی کہ بچوں کو خاندان سے کاٹنا چاہیے بلکہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ بچے کو ہر ایسے ماحول سے بچانا چاہیے جو ان پر برے طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بس یہ فیصلہ کرلو کہ ایسے ماحول میں نہیں لے کر جانا بھلے سے کچھ ہو جائے۔

طالبہ: میرے تو سسرال کا سارا ماحول ہی ایسا ہے اور اگر بچوں کو وہاں نہیں لے کر جاتی تو پھر خاندان سے کٹ جائیں گے۔ میں ایسا بالکل نہیں سوچتی لیکن وہ لوگ اتنا دباؤ ڈالتے ہیں کہ میں مجبور ہو جاتی ہوں۔

استاذہ: اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ مخالف (Opposite) ماحول کے لیے بچوں کا ذہن مستقل تیار رکھنا چاہیے اور ان کو اچھے ماحول میں بھیجنا چاہیے۔ ان کے سکول، ان کے دوست اور باقی معاملات کی ضرور فکر کرنی چاہیے۔ ماؤں کو اس کے اوپر ضرور کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے اچھے دوست بنوائیں اور ان کو اچھی کمپنی دیں۔ اپنے گھر پر بھی ایسے لوگوں کو اکٹھا کرنا چاہیے، ایسے ماحول میں لے جانا چاہیے اور اصلاً بچوں کے لیے تربیتی کلاسز بہت زیادہ ضروری ہیں جہاں پر لوگ اکٹھے ہوں، جہاں ہر روز ایک ایسا ماحول ہو اگرچہ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ یہ ایک مصنوعی ماحول ہے لیکن اگر اس کو مزید قدرتی (Natural) بنایا جائے اور بچوں کو

جیسے دادی یا نانی کہانی سناتی ہیں، ماں سناتی ہے ایسے ہی کہانیوں سے ان کو اچھا ماحول دے کر اور ان کے لیے اچھی Games کھیلنے کے مواقع دے کر ان کی تربیت کی جائے تو زیادہ مفید ہوگا۔ بچوں کے لیے کھیل کا وقت ہو جس میں وہ کھیلیں اور آپ بھی ان کے ساتھ ساتھ ہوں یوں سکول کے بعد والا ٹائم بچہ بہت اچھا گزار سکتا ہے۔ کوئی اور یہ کام کرنے والا نہ ہو تو آپ ایسے بچوں کو اکٹھا کر لیں یعنی بچوں کی دوست، بچوں کے گروپ کے افراد کے لیے آپ خود کوشش کریں، یہ کام مشکل نہیں ہے آپ خود سیکھیں۔ اس کے لیے آپ محنت کر کے وہ سب چیزیں سیکھیئے اور اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا (ان شاء اللہ)۔

طالبہ: بچوں میں رحم اور عدل کی صفات کو اگر بہتر بنانا ہو تو پھر اس کے لئے انسان کو کیا راستہ اپنانا چاہیے؟

استاذہ: گھر کے ماحول کے اندر تبدیلی لانا بہت ضروری ہے کیونکہ آپ کچھ کہہ لیں، بچے بڑے بھی ہو جاتے ہیں تو وہ عمل سے زیادہ سیکھتے ہیں۔ ان کے لیے لفظ بے معنی ہو جاتے ہیں۔ آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ آپ کی زندگی میں اسے دیکھتے ہیں۔ شوہر اور بیوی کا باہمی تعلق بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور اگر کہیں پر کسی ماحول میں کسی چیز میں کمی آ رہی ہے تو متبادل (Alternates) دیں۔ اس کے لیے آپ سوچیں گی، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں گی تو ان شاء اللہ بہتری ہوگی۔ بچوں کو ایسا ماحول دیں جو بہت زیادہ پیارا ہو، جس میں محبت پروان چڑھے، جس میں بچوں کو موقع ملے اور پھر مختلف مواقع کے لحاظ سے بھی ماں کو Plan کرنا چاہیے تاکہ بچے Caring ہوں اور انہیں دوسروں کی Care کرنی آئے۔ وہ دوسروں کی خدمت

کریں، دوسروں کے بارے میں زیادہ سوچیں، اپنی ذات سے زیادہ دوسروں کے دکھ کو محسوس کریں۔ اس کے لیے بہت اچھا ہوتا ہے کہ اگر آپ تکلیف دہ ماحول کے اندر لے جائیں جیسے Hospital میں جا کر بیماروں کی عیادت کرنا اور بچوں کو احساس دلانا کہ اللہ پاک نے آپ کو عافیت میں رکھا اور جب چوٹ لگتی ہے تو کس قدر تکلیف ہوتی ہے۔ اگر آپ اس چوٹ کے وقت پر اس کا ساتھ دو گے تو کل آپ کی تکلیف کے لیے اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے گا۔ انسانوں سے امیدیں نہ بندھوائیں کیونکہ انسان امیدوں پر پورے نہیں اترتے اور یہ شرک بھی ہے۔ رحمت اور عدل کے لیے ماں کو سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی حیات کو پڑھنا چاہیے۔ ماں اور باپ جتنا رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے رحمت اور عدل کے واقعات دیکھیں گے، بچوں کے ساتھ حسن معاملہ کو دیکھیں گے اور ایسے لوگوں کی حیات جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی تو یہ عملی مثالیں آپ کے زیادہ کام آئیں گی (ان شاء اللہ)۔

طالبہ: ہم آپ سے سنتے ہیں کہ آپ کے والد صاحب نے آپ پر بہت محنت کی ہے تو جو ماحول انہوں نے آپ کو دیا اور جس طرح سے وہ آپ کو لے کر چلے اس کے بارے میں بھی ہمیں بتائیں کیونکہ وہ تو ایک عملی مثال ہے اور آپ تو اس سے گزری ہوئی ہیں۔

استاذہ: یہ بہت اچھا ہے تو آپ ایسا کر لیں کہ ہم کوئی سیشن ایسا رکھ لیتے ہیں جس میں آپ انٹرویو کریں۔ جو سوال آپ کے دل میں ہوں آپ پوچھتے جائیں تو اس طرح پوری ہسٹری سامنے آ جائے گی اور وہ ساری چیزیں تیار کر لیں (ان شاء اللہ)۔

طالبہ: ایک اور ماں نے بھی کہا ہے کہ یہ سوال ضرور کرنا ہے کہ جیسے ہم اللہ تعالیٰ کے داعی بھی ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کا فرض بھی ادا کرنا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا بھی کام کرنا ہے اور ماں کا بھی فرض ادا کرنا ہے؟

استاذہ: سب سے پہلی دعوت اولاد کے لیے ہی تو ہے۔

طالبہ: اس کے لیے ہمیں ایسا کوئی ٹائم ٹیبل یا کوئی چارٹ ملے کہ ہم بچے کو کتنا ٹائم دیں اور اللہ تعالیٰ کا کام کیسے کریں؟

استاذہ: بہت اچھا ہے ضرور (ان شاء اللہ) اگر آپ لوگ تیار ہوں تو ہم آپ کی تربیت (Training) کر سکتے ہیں۔ خاص طور پر ماؤں کی کیونکہ پہلے ہی بہت سارا وقت گزر چکا اور بچے اب بڑے ہو گئے ہیں۔ اب آپ ایک گروپ میں اگر ان کی تربیت (Training) نہیں کریں گے تو تربیت (Training) نہیں ہو گی اور وہ صرف آپ اکیلے نہیں کر سکتے اس میں اور لوگ بھی آپ کا ساتھ دیں گے۔ میں سعودیہ میں گئی اور وہاں ایک بہت خوبصورت علاقہ ہے جبیل، سمندر کے ساتھ ہی دمام میں جب ہم نکلتے ہیں تو 75 کلومیٹر سمندر کی طرف جا کر وہ علاقہ آتا ہے اور وہاں باہر سے آنے والے بہت بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ آئل کے لیے وہاں پر بہت ساری کمپنیاں کام کرتی ہیں تو اتنے افراد آ کر بستے ہیں اور ملک ملک کے لوگ ہوتے ہیں۔ وہاں جب خواتین آپس میں ملتی تھیں اور پارٹیاں ہوتی تھیں تو انہیں لگتا تھا کہ ہمارے لیے اس ماحول میں اپنے بچوں کی تربیت کرنا بہت مشکل ہے۔ جتنا بھی ہم الگ الگ کوشش کرتے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہوتیں تو انہوں نے یہ طے کیا کہ ہم اکیلے اکیلے ان کی تربیت (Training) نہیں کر پاتے تو

ہم انہیں مل کر ایک ماحول دے دیتے ہیں۔ پہلے انہوں نے ہفتے میں ایک مرتبہ شروع کیا، پھر دو دن، پھر انہوں نے محسوس کیا کہ سکول بھیج کر نفع نہیں ہے اس کے بارے میں بھی کچھ اور سوچا جائے۔ پہلے کم خواتین تھیں پھر بڑھتے بڑھتے وہ بائیس ہو گئی تھیں جس وقت میری ان سے ملاقات ہوئی۔ پہلے ان کے پاس کم بچے تھے اور کسی کا چھوٹا گھر کافی تھا لیکن اب بڑے گھر کی ضرورت پیش آئی کیونکہ اب ستر بچے ہو گئے تھے۔ جب انہوں نے بچوں کے لیے سلسلہ شروع کیا تو انہوں نے ان کا Curriculum بھی بنانا شروع کیا کہ بچوں میں یہ فلاں بات ہے تو اس کا کیا علاج ہے؟ اس وقت پر کیا کریں؟ انہوں نے بڑا خوب صورت ٹائم ٹیبل بنایا اور صبح، دوپہر، شام وہ مصروف ہو گئیں، وہ سب اپنے بچوں کے لیے مصروف تھیں تو سارے بچوں کی مدد ہو گئی۔ کچھ بچے ایسے تھے جن کی مائیں مدد نہیں کر پا رہی تھیں تو انہوں نے بچوں کے لیے لازم کر دیا کہ ماں ساتھ ضرور شامل ہو گی۔ کیونکہ اگر ماں شامل نہیں ہوتی تو پھر کیسے ہم ان بچوں کی تربیت کریں گے؟ تو انہوں نے لازم کر دیا کہ صرف اس کا بچہ آئے گا جو ماں خود آئے گی۔ پھر سب مائیں ساتھ شامل ہو گئیں اور انہوں نے اپنے بچوں کو اس قدر محبت کے ساتھ اٹھایا کہ ان کے بچے پر اعتماد (Confident) ہیں اور ان کے اندر بہت اچھی خصوصیات بھی ہیں۔ سب کے ساتھ مل کر ان کو ماحول بھی مل گیا اور بہت ساری قباحتوں سے بھی بچ گئیں (الحمدللہ)۔ اب تک تو وہ بہت آگے تک جا چکے ہوں گے، اس وقت جب انہوں نے اپنا Curriculum ڈائزین کیا تھا تو مجھے بھی اسی سلسلے میں بلوایا تھا کہ ہم کچھ راہ نمائی (Guideline) چاہتے ہیں کہ ہمیں یہ بتائیں ہم کس

طرح سے ان بچوں کو لے کر چلیں؟ کیا آپ میں سے بھی کوئی مائیں ایسی ہیں جو اپنے بچوں کے اوپر مہربان ہیں اور بچوں کی تربیت (Training) کرنا چاہتی ہیں؟ تو ایک گروپ بنالیں۔ اگر گروپ بناتے ہیں تو ہم کوئی Activity شروع کر لیتے ہیں (ان شاء اللہ)۔ لیکن Activity ایسے نہیں شروع کرنی کہ بیچ میں جا کر چھوڑ دیں بلکہ Consistency بہت ضروری ہے، استقلال کے ساتھ کام کرنا ہے کیونکہ نتیجہ اس کے بغیر نہیں آتا۔ آپ کا بچہ اگر چار سال کا ہے جب وہ چودہ سال کا ہوگا تو دس سال آپ لگائیں گی۔ اپنے بچے کے لیے بھی وقت لگائیں گی اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کا یہ Field بن گیا اور آپ دوسروں کے بچوں کے لیے بھی خدمت گا رہیں۔ آپ کے بچے تو سنور رہے ہیں، آپ کا دعوت الی اللہ کا Field متعین ہوگا، اپنے بچوں پر کام کرنا ہے، کوئی چھوٹے بچوں کا گروپ، کوئی بڑے بچوں کا گروپ ہوگا، بس یہی طریقہ ہے (ان شاء اللہ)۔ جب آپ گروپ بنائیں گے تو ہم آپ کی مدد (Help) کریں گے (ان شاء اللہ)۔

آپ اس کتاب کے آڈیو اور ویڈیو کورس سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔